۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید گاؤں کا امام ہے اور بکر سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے اور بکر کا ماموں جو دیوبندی ہے اور اس کی لڑکی بھی دیوبندیہ ہے۔ مذکورہ امام زید نے بکر سنی کا نکاح دیوبندیہ لڑکی سے جائز سمجھ کر اور جان بوجھ کر پڑھایا اور نکاح کے گواہان بھی دیوبندی ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ نکاح شرعا درست ہے؟ اگر یہ نکاح شرعا درست نہیں تو زید کی اقتدا میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور موجودہ دور کے دیوبندی وہابی کافر ہے کہ نہیں اور ان کے گھر میں شادی وغیرہ میں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا اور ان کو اپنے گھر دعوت کھلانا ان کی میت میں شامل ہونا ان سے سلام کلام میل جول تعلقات وغیرھم رکھنا جائز ہے کہ نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور شکریہ کا موقع دیں۔

نوٹ: مذکورہ امام زید شادی شدہ بھی ہے اور مرید بھی تو کیا ان کے نکاح اور بیعت میں خلل واقع ہے یا نہیں؟ -بینوا وتوجروا۔

المستفتی

حیدر علی رضوی

خطیب وامام مسجد بالاسن ماٹی گاڑھا سلی گوڑی

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

دیوبندی وہابی شان الوہیت ورسالت میں سخت ترین گستاخیاں کرنے کی وجہ سے باجماع اہلسنت وباتفاق علماء عرب وعجم کافر ومرتد قرار پاچکے ہیں جیسا کہ **فتاویٰ حسام الحرمین والصوارم الہندیہ** سے عیاں ہے۔ اور جو شخص ان کے کفریات کو دیکھنا چاہے وہ **تحذیر الناس، حفظ الایمان براہین قاطعہ، تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، رسالہ یکروزی** وغیرہ کتب کا مطالعہ کرے۔

یہاں تک کہ اب وہابیہ دیابنہ میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جس کی ضلالت کفر سے نیچے ہوگی! چنانچہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

کبرائے وہابیہ نے کھلے کھلے ضروریات دین کا انکار کیا اور تمام وہابیہ اس میں ان کے موافق یا کم از کم ان کے حامی یا انھیں مسلمان جاننے والے ہیں اور یہ صریح کفر ہے تو اب وہابیہ میں کوئی ایسا نہ رہا جس کی بدعت کفر سے گری ہوئی ہو خواہ غیر مقلد ہو یا بظاہر مقلد۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۷۰)

لہٰذا صورت مسئولہ میں جب لڑکی دیوبندیہ ہے تو ایک سنی لڑکا کے ساتھ **نکاح مذکور شرعا منعقد ہی نہیں ہوا** کیونکہ دیوبندی خواہ مرد ہو یا عورت وہ کافر ومرتد ہیں اور کافر ومرتد کا نکاح کسی سے بھی نہیں ہوتا۔ کما قال اللہ عزوجل۔

:لاھن حل لھم ولاھم یحلون لھن: یعنی مسلمان عورتیں کافروں کو اور کافر عورتیں مسلمانوں کو حلال نہیں۔ (الممتحنہ۔ ۱۰)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

:(منھا) ماھو باطل بالاتفاق نحو النکاح فلا یجوز لہ ان یتزوج امرأۃ مسلمۃ ولا مرتدۃ ولا ذمیۃ ولا حرۃ ولا مملوکۃ: یعنی مرتد کے ساتھ جو کچھ بالاتفاق باطل ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ مرتد کے ساتھ نہ کسی مسلمہ کا نکاح جائز ہے نہ مرتدہ کا نہ ذمیہ کا نہ آزاد عورت کا نہ باندی کا۔ (عالمگیری، ج۔ ۲، ص ۲۵۵، باب احکام المرتد)

بحر الرائق میں ہے۔

:فلا یتزوج المرتد مسلمۃ ولا کتابیۃ ولا مرتدۃ ولا یتزوج المرتدۃ مسلم ولا کافر ولا مرتد: یعنی

مرتد کا نکاح مسلمہ سے یا کتابیہ سے یا مرتدہ سے جائز نہیں اسی طرح مرتدہ کا نکاح مسلمان سے یا کافر سے یا مرتد سے جائز نہیں۔(البحر الرائق، ج۔ ۳،ص ۳۶۴)

علامہ کاسانی لکھتے ہیں۔

:لایجوز نکاحۂ احداً لا مسلماً ولا کافراً ولا مرتدا مثلہٗ :یعنی مرتد کا نکاح کسی سے بھی جائز نہیں نہ مسلمان عورت سے نہ کافرہ سے نہ اس کی طرح مرتدہ سے۔(بدائع الصنائع، ج۔ ۲،ص ۲۳۹)

اور نکاح پڑھانے والے **امام صاحب نے جب جان بوجھ کر یہ نکاح پڑھایا تو اس کا اسلام باقی نہ رہا** کیوں کہ اس نے دیوبندیوں کے کفر کو کفر نہ جانا حالانکہ اہل حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ۔

: من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر :یعنی جو دیوبندیوں کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔(حسام الحرمین)

بلکہ امام صاحب نے یہاں ایمان وکفر کے درمیان فرق بھی نہیں کیا اور دونوں کو برابر سمجھا جو کہ کفر ہے کمافی الہندیہ۔

:من اعتقد ان الایمان والکفر واحد فھو کافر کذا فی الذخیرۃ :یعنی جس نے ایمان وکفر کو ایک جانا تو وہ کافر ہے ایسا ہی ذخیرہ میں ہے۔(فتاویٰ عالمگیری مع خانیہ، ج۔ ۲،ص ۲۵۷)

لہٰذا امام مذکور پر اولاً توبہ وتجدید اسلام فرض ہے اور چونکہ بیوی والا ہے اس لئے تجدید نکاح بھی لازم، اسی طرح کسی صحیح العقیدہ پیر سے مرید تھا تو تجدید بیعت بھی کر لینا چاہئے۔ اور جب تک وہ توبہ وتجدید اسلام ونکاح نہ کر لے اس کے پیچھے نماز باطل محض ہے کیوں کہ امام کی بنیادی شرط اسلام ہے جو کہ فی الحال مفقود ہے۔

دیوبندی خواہ موجودہ زمانے کے ہوں یا سابقہ یا آئندہ زمانے کے، بے شک کافر ومرتد ہیں کیوں کہ عرف واصطلاح میں دیوبندی ان ہی لوگوں کو کہتے ہیں جن کے عقائد کتاب **حفظ الایمان مصنف مولوی اشرفعلی تھانوی، تحذیر الناس مصنف مولوی قاسم نانوتوی، براہین قاطعہ مصنف مولوی خلیل انبیٹھوی ومصدق مولوی رشید گنگوہی کے مطابق ہوں**۔ کیوں ان لوگوں میں سے کسی نے ختم نبوت کا انکار کیا، کسی نے حضور ﷺ کے علم کو جانوروں اور پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی اور کسی نے شیطان کے علم کو حضور اقدس ﷺ کے علم سے زیادہ بتایا۔ مثلاً تحذیر الناس کی عبارت یہ ہے۔

,,سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم وتاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں،،۔(تحذیر الناس، ص ۳) بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔(ص ۱۴) بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے،،۔(ص ۲۵)

حفظ الایمان کی عبارت اس طرح ہے۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیب مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے،،(حفظ الایمان، ص ۱۵)

اور براہین قاطعہ کی عبارت یوں ہے۔

,,الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت

ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے،،۔(براہین قاطعہ، ص ۵۵)

ان ایمان سوز عبارتوں کو تمام دیوبندی حق مانتے ہیں اور ان کے قائلین کی اتباع کرتے ہیں لہٰذا جو حکم ان عبارتوں کے قائلین و مصدقین پر ہوگا وہی حکم ان کے ماننے والوں پر بھی ہوگا خواہ وہ کسی زمانے یہ کسی بھی جگہ کا رہنے والا ہو۔

البتہ وہ سادہ لوح عوام جو ان کے ظاہر سے متاثر ہو کر ان کو درست مان بیٹھے ہیں اور عقائد کفریہ کا انھیں کچھ خبر نہیں ان کو کافر نہ کہیں گے جب تک کہ انھیں دیوبندیوں کے مذکورہ غلیظ و کفری عقائد نہ بتایا جائے پھر اگر بتانے کے باوجود وہ انھیں ہی حق مانیں تو وہ بھی انھیں کے مثل کافر و مرتد ہیں۔

لیکن تعلقات، دوستی، رشتہ داری س، سلام و کلام اور نشست و برخواست دونوں طرح کے دیوبندیوں سے ناجائز ہے۔کما قال تعالی عزوجل۔

(۱):ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمھیں آگ چھوئے گی (ہود۔ ۱۱۳)

(۲):واما ینسینك الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(الانعا۔ ۶۸)

(۳):ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہ: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔(التوبہ۔ ۸۴)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۱):ایاکم واایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم: یعنی اپنے کو ان سے دور رکھو اور ان کو اپنے سے ورنہ کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں کہیں تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔(مسلم، ج۔ا ص، ۱۰)

(۲):اذا رائیتم صاحب بدعۃ فاکفھروا فی وجھہ فان اللہ یبغض کل مبتدع ولا یجوز احد منھم علیٰ الصراط لکن یتھافتون فی النار مثل الجراد والذباب: یعنی جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے ساتھ ترشروئی سے پیش آؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔ان میں سے کوئی پلصراط پار نہ کر سکے گا بلکہ پارہ پارہ ہو کر آگ میں گر پڑے گا جیسے ٹڈیاں اور مکھیاں۔(ابن عساکر، ج۔۴۶، ص ۲۳۳)

(۳):ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوا ھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا توا کلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم: یعنی اگر بدمذہب بیمار پڑ جائے تو عیادت نہ کرو، مر جائے تو وہاں حاضر نہ ہو، ملاقات ہو جائے تو سلام نہ کرو، نہ ان کے ساتھ مجلس کرو، نہ ان کے ساتھ پیو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرو، نہ ان پر نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔(ابن ماجہ باب فی القدر)

واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

کتبہ

احقر الوریٰ محمد احمد رضا قادری مصباحی غفرلہ ولابویہ

خادم ضیائی دارالافتاء جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم

کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یوپی

۷ ربیع النور ۱۴۴۲ھ/ ۲۵ اکتوبر ۲۰۲۰ء